موضوع ناموس رسالت ﷺ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ناموسِ رسالت ﷺ سے مراد حضورِ اقدس ﷺ کی عزت و توقیر کرنا اور جو اس کے خلاف جائے اس پر بحکم الٰہی قہر بن کر ٹوٹنا ۔
اللّٰہ رب العزت اپنے حبیب مکرم ﷺکی ناموس کے حوالےسے سے قرآن مجید میں فرماتا ہے

سورہ آل عمران کی آیت نمبر 26

یوں عرض کریں حبیب مکرم ﷺ اے اللہ !مُلک کے مالک! تو جسے چاہتاہے سلطنت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور توجسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ،تمام بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بیشک تو ہر شے پر قدرت رکھنے والاہے۔
یہ آیت تب نازل ہوئی جب حضور جان جاناں ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ فارس و روم کی سلطنتوں کو بھی جلد مسلمان فتح کریں گے تو یہود و نصارٰی کہنے لگے یہ ممکن نہیں فارس و روم کی سلطنتیں کیسے ان کو مل سکتی ہیں وہ لوگ تو بڑے مضبوط اور دفاع کرنے والے ہیں یہود و نصارٰی کا وطیرہ رہا مسلمانوں کے ایمان و حوصلہ ہو کم کرنے کے لیے ہمیشہ سے ہی مسلمانوں کو تنقید کرتے لیکن جب یہ تنقید انہوں نے حضورِ اقدس ﷺ کے اس مبارک قول پر کی کہ جلد روم و فارس کی سلطنتوں پر بھی مسلمانوں کی حکومت ہوگی تو اللّٰہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی ناموس کی حساسیت کا مسلمانوں کو بتانے کے لیے آیت نازل کی کہ اے حبیب مکرم ﷺ آپ نے اس فرما دیں کہ اللّٰہ جسے چاہے سلطنت دے جسے چاہے بھلائی دے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کر دے ۔
اللّٰہ رب العزت اپنے حبیب مکرم ﷺ کے گستاخوں کو ذلیل کر کے رکھ دیتا ہے

کفار کا سب سے بڑے گستاخوں میں ابوجہل کا نام بھی آتا ہے ابوجہل بہت مال و دولت والا تھا غزوہ بدر کے موقع پر ذلیل و رسواء ہوا ایک کنویں میں گر گیا ہے حضورِ اقدس ﷺ کو تکلیف دیتا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل ایسے کیا کے دو کم عمر صحابہ کرام حضرت معاذ و حضرت معوذ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم کے ہاتھوں واصل جہنم کروایا ہوا یوں کے میدان بدر میں تلواروں کی آوازیں گونج رہی تھیں

حضرت عبد الرحمن

عوف رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں صف میں کھڑا تھا اور میرے دائیں بائیں دو نو عمر لڑ کے کھڑے تھے۔ ایک نے چپکے سے پوچھا کہ چچا جان! کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے اس سے کہا کہ کیوں بھتیجے ! تم کو ابو جہل سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ چچاجان میں نے خدا سے یہ عہد کیا ہے کہ میں ابو جہل کو جہاں دیکھ لوں گا یا تو اس کو قتل کر دوں گا یا خود لڑتا ہوا مارا جاؤں گا کیونکہ وہ اللّٰہ کے رسول صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کا

بہت ہی بڑا دشمن ہے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حیرت سے اس کے نوجوان کا منہ تاک رہا تھا کہ دوسرے نوجوان نے بھی مجھ سے یہی کہا اتنے میں ابو جہل تلوار گھماتا ہوا سامنے آگیا اور میں نے اشارہ سے بتا دیا کہ ابو جہل یہی ہے بس پھر کیا تھا یہ دونوں لڑکے تلواریں لے کر اس پر اس طرح جھپٹے جس طرح باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ دونوں نے اپنی تلواروں سے مار مار کر ابو جہل کو زمین پر ڈھیر کر دیا۔ یہ دونوں لڑکے حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم تھے جو " عفراء" کے بیٹے تھے۔ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے اپنے باپ کے قاتل حضرت معاذ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا اور پیچھے سے ان کے بائیں شانہ پر تلوار ماری جس سے ان کا بازو کٹ گیا لیکن تھوڑا سا چمڑا باقی رہ گیا اور ہاتھ لٹکنے لگا۔ حضرت معاذ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے عکرمہ کا پیچھا کیا اور دور تک دوڑایا مگر عکرمہ بھاگ کر بچ نکلا ۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حالت میں بھی لڑتے رہے لیکن کٹے ہوئے ہاتھ کے لٹکنے سے زحمت ہو رہی تھی تو انہوں نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو پاؤں سے دبا کر اس زور سے کھینچا کہ تسمہ الگ ہو گیا اور پھر وہ آزاد ہو کر ایک ہاتھ سے لڑتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو جہل کے پاس سے گزرے، اس وقت ابو جہل میں کچھ کچھ زندگی کی رمق باقی تھی ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے اس کی گردن کو اپنے پاؤں سے روند کر فرمایا کہ تو ہی ابو جہل ہے ! بتا آج تجھے اللّٰہ نے کیسا رسوا کیا ۔ " ابو جہل نے اس حالت میں بھی گھمنڈ کے ساتھ یہ کہا کہ تمہارے لئے یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے میرا قتل ہو جاتا اس سے زیادہ نہیں ہے کہ ایک آدمی کو اس کی قوم نے قتل کر دیا ۔ ہاں ! مجھے اس کا افسوسی ہے کہ کاش ! مجھے کسانوں کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل کرتا۔ حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللّٰہ تعالی عنہم چونکہ یہ دونوں انصاری تھے اور انصار کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے اور قبیلہ قریش کے لوگ کسانوں کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے اس لئے ابو جہل نے کسانوں کے ہاتھ سے قتل ہونے کو اپنے لئے قابل افسوس بتایا۔ جنگ ختم ہو جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم حضرت عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو ساتھ لے کر جب ابو جہل کی لاش کے پاس سے گزرے تو لاش کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ابوجہل اس زمانے کا فرعون ہے پھر عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کا سر کاٹ کر تاجدار ختم نبوت ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا

صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین نے آقا و مولا ﷺ سے ٹوٹ کر پیار کیا ہر چیز سے بڑھ کر آپ سے محبت کرتے تھے چناچہ سیدنا عمر بن العاص رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد فرمایا مجھے حضورِ اقدس ﷺ سے محبوب ترین پیارا کوئی نہیں اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کا مبارک بیان کرنے کا کہے تو میں کچھ نہیں بول سکتا اس لئے کہ آپ ﷺ کی توقیر و اجلال میں کبھی آپ ﷺ کو جی بھر کے نہیں دیکھ سکا

حضرت سیدنا عروہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین سے کہا تھا اے لوگو اللّٰہ کی قسمیں قیصر و کسریٰ اور دیگر شاہان ممالک کے دربار میں گیا ہوں لیکن کسی کو بھی ایسا نہیں پایا کہ اس کے اصحاب و احباب اس کی اتنی تعظیم و تکریم اور اجلال و رعب میں ان سے نظر نہیں ملاتے جب وہ لعاب دہن ڈالتے ہیں تو کسی صحابی کی ہتھیلی ہی میں پڑتا ہے جسے وہ اپنے چہرے و سینے پر مل لیتے ہیں اور آپ ﷺ جب وضو فرماتے ہیں تو وہ وضو کے پانی کے لئے آپس میں پڑ لڑتے ہیں۔

یاد رہے اسلام کی اصل ہے ہی حضورِ اقدس ﷺ سے محبت ہے اللّٰہ تعالیٰ و اس کے مکرم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد عبادات بعد میں آتی ہیں پہلے حضور اقدس ﷺ کی تعظیم کرنا اور حضور اقدس ﷺ کی ناموس کے لیے اپنی جان مال ماں باپ سب قربان کرنا ہی مسلمان ہونے کی دلیل ہے اور یاد رہے حضورِ اقدس ﷺ کی تعظیم ہی اصل میں اللّٰہ رب العزت کی تعظیم ہے جیسا کہ اللّٰہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

سورہ الفتح میں

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا(8)

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ-وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا(9)

ترجمہ

اے حبیب مکرم ﷺ بے شک ہم نے آپ کو گواہ و خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔تاکہ تم اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور رسول کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللّٰہ تعالیٰ کی تسبیح کرو

امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :بیشک ہم نے تمھیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتاکہ جو تمھاری تعظیم کرے اُسے فضلِ عظیم کی بشارت دو اور جو مَعَاذَاللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذابِ اَلیم کا ڈر سناؤ، اور جب وہ شاہد وگواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مناسب ہواکہ امت کے تمام افعال واقوال واعمال واحوال اُن کے سامنے ہوں (اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایاہے جیساکہ) طبرانی کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں : ”اِنَّ اللہ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُاِلَیْھَا وَاِلٰی مَاھُوَکَائِنٌ فِیْھَااِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ“بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تومیں دیکھ رہاہوں اُسے اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہاہوں۔صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت امام حسن بصری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ اس کا مطلب ہے اہل ایمان تم حضورِ اقدس ﷺ کی عظمت بجا لاؤ اور حبیب مکرم ﷺ کی شان بیان کرو اور حضرت سیدنا قتادہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کہ معنی یہ ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ کی مدد کرو اور آپ ﷺ کی عزت و ناموس کا دفاع کرو

یہاں مدد کرنے سے مراد یہی ہے کے حضور جان جاناں ﷺ کی امت اپنے آقا و مولا ﷺ کی ناموس پر جب ڈاکہ ڈالنے کوئی آپ کی شان میں گستاخی کرے تو عشقِ مصطفیٰ سے سرشار
مسلمان اسے واصل جہنم کر کے چھوڑے یعنی قتل کرے جیسی کے کثیر صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین نے کیا
آئیے اس پر صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کا عشق مصطفیٰ آپ سے سامنے پیش کرے ہیں
حضرت سید نا عبد اللّٰہ ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کی ام ولد باندی تھی جو کر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی گستاخیاں کرتی تھی ۔ یہ نابینا صحابی رضی اللّٰہ عنہ اسکو روکتے تھے مگر وہ نہ رکتی تھی ۔ یہ اسے ڈانٹتے تھے مگر وہ نہیں مانتی تھی ۔ راوی کہتے ہے کہ جب ایک رات پھر اس نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنی اور گالیں دینی شروع کیں تو ان نابینا صحابی رضی اللّٰہ عنہ نے ہتھیار (خنجر) لیا اور اسکے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا وزن ڈال کر دبا دیا اور مارڈالا، عورت کی ٹانگوں کے درمیان سے بچہ نکل پڑا ، جو کچھ وہاں تھا خون الود ہوا ۔ جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ہاں ذکر ہوا ۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا، پھر فرمایا کہ اس آدمی کو اللّٰہ کی قسم دیتا ہوں جس نے قتل کیا جو کچھ میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے تو نابینا صحابی رضی اللّٰہ عنہ کھڑے ہو گئے ، لوگوں کو پھلانگتے ہوئے اس حالت میں آگے بڑھے کہ وہ کانپ رہے تھے حتی کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللّٰہ ﷺ میں ہوں اسے مارنے والا ، یہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی میں اسے روکتا تھا وہ نہ رکتی تھی، میں دھمکاتا تھا وہ باز نہیں آتی تھی اور اس سے میرے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی لیکن آج رات جب اس نے آپ ﷺ کو گالیاں دینی اور برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا اور اسکے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اسے مار ڈالا حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! گواہ رہو اس کا خون بے بدلہ (بے سزا) ہے۔
یعنی کہ صحابی رسول نے جو یے عمل کیا ٹھیک کیا ان سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا

اسی طرح ایک اور واقعہ

حضرت سید نا عمیر بن امیہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی بہن جو کہ مشرک تھی ، جب و و حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تو وہ ان کو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے حوالے سے اذیت دیتی اور آپ ﷺ کو گالیاں دیتی ۔ ایک دن یہ تلوار لے کر آئے اور اسے قتل کر دیا ، اس کے بیٹے کھڑے ہوئے اور چیخ و پکار کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم کو علم ہے کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے ، ہماری ماں مارڈالی گئی، جبکہ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے ماں باپ مشرک ہیں ، جب حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ کو خطرہ لاحق ہوا کہ وہ اپنی ماں کے بدلے میں کسی اور کو قتل کر دیں گے تو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو اس قتل کی خبر دی، حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی بہن کو مار ڈالا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جی یا رسول اللہ ﷺ حضور تاجدار ختم نبوت نے فرمایا: تم نے کیوں قتل کیا ہے؟ عرض کی یا رسول اللّٰہ ﷺ اس لیے کے وہ آپ کی گستاخی کرتی تو مجھے بہت زیادہ تکلیف ہوتی تھی، تو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اس کے بیٹوں کو بلایا جو کہ سارے کے سارے اہل ایمان تھے ، ان سے ان کی ماں کے قاتل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے حضرت سید نا عمیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا تو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ان کو اس قتل کے بارے میں بتایا اور اس کا خون ضائع قرار دیا، مقتولہ کے بیٹوں نے جب حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا فرمان شریف سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

المعجم الکبیر 17۔64

امام شہاب الدین محمد بن احمد بن منصور ابو الفتح المتوفی 852 ھجری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اہالیان بحرین کے بچے باہر نکل کر صوالجہ (ہا کی جیسا) کھیل رہے تھے اور بحرین کا بڑا پادری وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک گیند اس کے سینے پر جالگا اس نے اسے پکڑلیا، بچے اس سے گیند مانگنے لگے اس نے دینے سے انکار کر دیا ، پھر بچوں نے اسے حضور تاجدارختم نبوت ﷺ کا واسطہ دیا تو اس نے گیند دینے سے انکار کر دیا اور اس ذلیل نے حضور تاجدارختم نبوت ﷺ کو بھی گالی دے دی ، سارے بچے مل کر اپنی کھیل کی لاٹھیوں کیساتھ اس پر کود پڑے اور اس کو اس وقت تک زدو کوب کرتے رہے حتی کہ وہ مر گیا۔ یہ واقعہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا گیا تو بخدا آپ رضی اللہ عنہ فتح یا مال غنیمت سے اس قدر خوش نہیں ہوئے جتنے بچوں کے اس پادری کو قتل کرنے پر مسرور ہوئے ۔ اور آپ نے کہا کہ آج اللہ نے اسلام کو عزت دیدی ہے کہ بچوں نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی گستاخی پر غیظ و غضب کا مظاہرہ کیا اور انہوں نے انتقام لے لیا۔

المستطرف فی کل فن مستطرف

حضرت سید نا ابوالا سود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا، یہودی نے کہا: چلو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے پاس چلتے ہیں اور فیصلہ کروا لیتے ہیں ، منافق نے خیال کیا کہ حضور تاجدارختم نبوت ﷺ بے رعایت محض حق پر مبنی فیصلہ فرمائیں گے تو اس کا مطلب حاصل نہ ہوگا ، اس لئے اس نے باوجود دعوی ایمان کے یہ کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کو حاکم مان لیتے ہیں اور اس سے فیصلہ کروا لیتے ہیں ، یہودی جانتا تھا کہ کعب بن اشرف رشوت خور ہے وہ دغا کر جائے گا، باوجود اس کے ہم مذہب ہونے کے اس یہودی نے کعب بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کر دیا ، اب نا چار اس منافق کو فیصلہ کروانے کے لئے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے پاس آنا پڑا، حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا، یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہو گیا اور اسے مجبور کر کے حضرت سید نا عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا، یہودی نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عرض کی کہ میرا یہ معاملہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا ہے ، لیکن یہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں ہوا، یہ چاہتا ہے کہ ہمارے درمیان فیصلہ آپ فرمائیں ، آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں کو فرمایا کہ تم یہیں رکو میں آتا ہوں اور فیصلہ کرتا ہوں، یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق کوقتل کر دیا اور فرمایاجو اللہ تعالی اور حضور تاجدارختم نبوت ﷺ کا فیصلہ نہ مانے اس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے
اللّٰہ اکبر حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سمیت دیگر صحابہ کرام نے جس طرح ہم سب کے پیارے آقا ﷺ کی ناموس پر پہرہ دیا کے گستاخ رسول کو قتل کر کے جہنم میں بجھا آج اللّٰہ آپ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے ہمیں بھی ایسی ہی غیرت عطا فرمائے کہ جتنے بھی گستاخ رسول اس دنیا میں موجود ہیں سب کو ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آئیے مزید واقعات ناموسِ رسالت ﷺ کے حوالے سے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں
عصماء بنت مروان کا قتل

حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن حارث رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ عصماء بنت مروان بنی امیہ بن زید میں سے تھی جو کہ یزید بن زید بن حصن الخطمی کے نکاح میں تھی یہ حضورِ اقدس ﷺ کی گستاخی کیا کرتی تھی اور اسلام کے خلاف بکواس کیا کرتی تھی اور اہل اسلام کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتی تھی اس نے کچھ اشعار پڑے جو گستاخی پر مبنی تھے جب وہ اشعار حضرت عمیر بن عدی الخطمی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو جب پہنچے تو آپ نے منت مانی کہ اگر حضورِ اقدس ﷺ خیریت سے بدر سے واپس تشریف لائے تو میں اس گستاخ عصمہ بنت مروان کو قتل کروں گا حضورِ اقدس ﷺ بدر میں تھے جب حضورِ اقدس ﷺ واپس بدر سے تشریف لائے تو حضرت عمیر بن عدی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے اس کے گرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے ایک بچہ اس کے سینے پر لیٹا ہوا دودھ پی رہا تھا آپ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ کے ساتھ ٹٹولا تو اس کے بچے کو ایک طرف کردیا تلوار کو سینے پر رکھ کر زور سے دبایا تو وہ اس کی پشت کی جانب سے نکلی اور مر گئی آپ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وہاں سے مسجد نبوی شریف تشریف لائے اور صبح کی نماز حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ
کے ساتھ ادہ کی حضورِ اقدس ﷺ نے جب سلام پھیرا اور عمیر بن عدی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے عمیر تم نے اس کو قتل کیا ہے؟عرض کی یا رسول اللّٰہ ﷺ میں نے ہی اس کو قتل کیا ہے یے کہتے ہوئے حضرت عمیر بن عدی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ڈر رہے تھے کہ میں نے حضور ﷺ سے اجازت لئے بغیر ایسا کام کردیا عرض کرتے ہیں یا رسول اللّٰہ ﷺ
مجھ پر کچھ لازم تو نہیں یعنی میں نے آپ سے اجازت لیے بغیر اسے قتل کیا کیا اس پر مجھے کوئی سزا تو نہیں تو اس پر حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا یہ تو وہ مسلہ ہے جس میں کبھی دو بکریاں بی اختلاف نہیں کریں گی یعنی اس میں تو دوسری کوئی رائے ہی نہیں کہ گستاخ رسول کی ایک ہی سزا ہے سر تن سے جدا بس۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں ہم نے پہلی مرتبہ یے الفاظ حضورِ اقدس ﷺ سے ہی سنے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم ایسا شخص دیکھنا چاہو جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غائبانہ خدمت کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے اس نابینا کو دیکھو جس نے رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا فریضہ نبھایا حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا نابینا نا کہو یہ تو بینا ہے۔یعنی عاشق رسول دل سے دیکھتا ھے کے حضور ﷺ کس عمل سے خوش ہوتے بظاہر چاہے آنکھوں سے نظر بھی آئے ۔

جب حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پہنچے تو وہاں لوگ اس گستاخ عورت کو دفن کر رہے تھے انہوں نے جب حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو قریب آکر پوچھنے لگے کیا اس کو آپ نے قتل کیا ؟ آپ نے فرمایا ہاں کو کرنا چاہتے ھو کر لو اللہ رب العزت کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم تما لوگ بھی وہ بات کرو جو اس نے کی تھی تو میں اسی تلوار سے تم سب کو قتل کردوں گا حتی کہ میں مر جاؤں یا تم کو قتل کر کردوں اس گستاخ عورت کے قتل کے بعد خطمی علاقہ میں اسلام کا غلبہ ھوگیا۔ حالانکہ کچھ لوگ پہلے اپنی قوم سے اسلام مخفی رکھ رہے تھے

المغازی1/173

اللہ اکبر غور فرمائیں کہ ایک ایسے صحابی رسول ﷺ جو بظاہر دیکھ بھی نہیں سکتے پھر بھی عشق مصطفیٰ سے سرشار ہو کر گستاخ رسول کو قتل کر دیا آج ہمیں امن امن کا درس پڑھایا جا رہا ھے امن کے ہم بھی داعی ہیں ہم بھی چاھتے ھیں کے امن ہو لیکن ہمیں وہ یہود و نصاری والا امن نہیں چاہیے جس میں دین اسلام پر طعن۔ کیا جائے جس میں ہمارے آقا و مولا ﷺ کی شان میں زبان درازی کی جائے کوئی اگر ایسا کرے گا تو ہم وہ زبان کاٹ دیں گے جس طرح حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاٹی خلافت صدیق اکبر میں ایک عورت تھی جو حضورِ اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تو حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی زبان بھی کاٹ دی اور ہاتھ بھی کاٹ دیے۔

حضورِ اقدس ﷺ کی ناموس کی خاطر رب تعالیٰ نے تو کافروں کو گدھے و گائے کی مثل قرار دیا چنانچہ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید فرماتا ہے

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءًؕ-صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ(171

اور کافروں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی ایسے کو پکارے جو خالی چیخ و پکار کے سوا کچھ نہیں سنتا۔ (یہ کفار) بہرے، گونگے، اندھے ہیں تو یہ سمجھتے نہیں ۔

حضرت سیدنا امام ابن حاتم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو لوگو حضورِ اقدس ﷺ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے ان کی مثال گدھے گائے اور بکریوں کی ہے یعنی وہ جانوروں کی طرح سنتے تو ہیں لیکن عمل نہیں کرتے
اللّٰہ رب العزت نے دیکھے کیسے کافروں کو بہرہ گونگا کہ کر ذلیل کیا کے جو میرے حبیب مکرم ﷺ کی بات نا مانے وہ تو بہرہ گونگا ہے۔

آج ہم مسلمان کس مقام پر کھڑے ہیں نا ہم میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ نا خوف خدا حضورِ اقدس ﷺ سے عشق ہی تو مسلمان ہونے کی نشانی ہے لیکن ہم اس سے دور ہیں پھر ہم کیسے مسلمان حضور جان جاناں ﷺ سے محبت تو چرند پرند شجر نے کی

چنانچہ حضرت سیدنا جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مسجد نبوی شریف میں ایک کجھور کا تنا تھا جس پر ٹیک لگا کر نبی کریم ﷺ کھڑے ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر رکھا گیا تو ہم نے اس تھے سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کے بلبلانے جیسی آواز سنی۔آخرکار نبی کریم ﷺ منبر سے اترے اور اس تنے پر اپنا دست مبارک رکھا

البخاری 9:2

ایک تنے اس کا نام استن حنانہ ہے کا عالم آپ دیکھیں کہ کتنا وہ اپنے آقا و مولا ﷺ سے پیار کرتا کہ ہے کہ جدائی برداشت نا ہوئی اور رونا شروع کر دیا اسی طرح پتھر بھی آپ ﷺ کو سلام عرض کیا کرتے چنانچہ امام ابو حفص رحمہ اللّٰہ فرماتے ھیں کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ پر پہلی وحی آئی اور رسول اللّٰہ ﷺ غار حرا سے واپس تشریف لانے لگے تو راستے کے ساتھ پتھر رسول اللّٰہ ﷺ پر ان الفاظ میں سلام عرض کرتے تھے السلام علیک یا رسول اللّٰہ ﷺ

رسول پاک ﷺ سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ نے فرمایا ثبیر پہاڑ نے مجھے کہا یا رسول اللّٰہ ﷺ آپ مجھ سے اتر جائیں مجھے خطرہ ہے کہ کہیں کفار مکہ آپ ﷺ کو میری پشت پر شہید نا کر دیں ۔ ساتھ ہی غار حرا سے آواز آئی یا رسول اللّٰہ ﷺ میری طرف تشریف لائیں

تفسیرِ القرطبی 446:1